Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:11 (1984)

جزائر مالدیپ پر ایک نظر

قاری محمد یونس

مجمع الجزائر مالدیپ بحرھند سری لنکا کے جنوب مغربی ساحل سے تقریباً چار سو (۴۰۰) میل کے فاصلے پر سات (۷) درجه جنوب ۔ مغرب میں واقع ھے یه ایک ننھی سی آزاد ریاست ھے جو تہذیب نو کے فتنه پرور جھمیلوں سے دور ، صدیوں سے اپنی رعنائیوں کو سمیٹے ھوئے الگ تھلگ گوشه امن میں آباد ھے ۔

مالدیپ کے جزیروں کی تعداد کا اندازہ ابھی تک نہیں لگایا جا سکا کیونکه امتداد زمانه ، اور مدوجزر اور مون سون کے تھپیڑوں سے بہت سے جزیرے زیر آب آ جاتے ھیں اور پانی اتر جانے کے بعد پھر نمودار ھو جاتے ھیں ۔ ایک اندازے کے مطابق چھوٹے بڑے بارہ ھزار (۱۲۰۰۰) جزیرے بتائے جاتے ھیں مارکو پولو نے بھی بارہ ھزار جزیروں کا ذکر کیا ھے ۔ مگر ایک اور محتاط اندازے کے مطابق ان جزیروں کی تعداد ایک ھزار دو سو تہتر (۱۲۷۳) کے لگ بھگ ھے ان میں سے دو سو انیس (۲۱۹) کے قریب ایسے جزیرے ھیں جن میں لوگ سکونت رکھتے ھیں ۔ جغرافیائی اعتبار سے بعض جزیرے ایک دوسرے کے اتنے قریب ھیں که سہولت کیلئے وہ ایک ھی وحدت شمار ھوتے ھیں ۔ گویا وہ ایک دوسرے سے پیوست ھیں اور ایک ھی سرزمین کے حصے ھیں ۔ مقامی زبان میں ھر گروہ کو اٹول (اتولھا) کہا جاتا ھے ابن بطوطه کے بیان کے مطابق یه اٹول تعداد میں تیرہ (۱۳) ھیں ۔ ابن بطوطه نے اٹول کو اقلیم کے لفظ سے یاد کیا ھے ، آجکل طبعی طور پر انیس (۱۹) اٹول ھیں ، مگر انتظامی امور کیلئے تیرہ (۱۳) ھی ھیں اور ھر اٹول (اقلیم) کا جدا جدا والی (جسے مقامی زبان میں کردویی کہتے ھیں) ھوتا ھے ۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

یہ جزیرے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں اور ان کا درمیانی فاصلہ میل دو میل سے زیادہ نہیں ہے ، کسی جزیرے کا رقبہ ۵ مربع میل سے متجاوز نہیں ، اور ان تمام جزائر کا مجموعی رقبہ ایک سو پندرہ (۱۱۵) مربع میل ہے ۔

اپنی وسعت کے اعتبار سے یہ جزیرے ۰۹> شمال عرض بلد سے ۳۵.۰ جنوبی عرض بلد تک اور ۳۰ . ۲> سے ۳۸ . ۳> شرقی طول بلد تک پھیلے ہوئے ہیں یہ جزیرے بلند و بالا پہاڑوں سے معری ہیں ۔ عام طور پر سطح سمندر سے دس فٹ سے زیادہ بلند نہیں البتہ ایک جزیرے ولنگلی میں ایک جگہ اسی (۸۰) فٹ بلندی پر ہے ۔

ساخت کے اعتبار سے یہ جزیرے مرجانی کہلاتے ہیں ۔ ڈارون کے نظریے کے مطابق ہزاروں برس پہلے یہ جزیرے برکانی (یعنی آتش فشاں جزیرے) تھے جو آہستہ آہستہ سمندر کی تہہ میں دھنستے رہے ۔ ایسے جزیرے صرف گرم پانی کے استوائی خطے میں پائے جاتے ہیں ، جہاں سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا رہتا ہے ۔ بحرالکاہل میں بھی خط استوا کے ساتھ ساتھ ایسے کئی جزیرے موجود ہیں ۔ جوں جوں یہ برکانی جزیرے نیچے دھنستے رہے اسی رفتار سے ان جزیروں کے بیرونی کنارے (یعنی شعاب مرجانیہ) اوپر کو ابھرتے رہے ۔ اس کے بعد گھونگوں اور مونگوں نے جزیروں کے ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے گھروندے بنالئیے ۔ یہی گھروندے اپنی مدت گذارنے کے بعد جب مضمحل اور بوسیدہ ہو گئے تو ریزہ ریزہ ہو کر سمندر میں گرنے لگے جنھیں صدیوں سے سمندر کی لہریں اٹھا اٹھا کر ان جزیروں کی سطح پر پھنکتی رہیں ۔

مرجان ولؤلؤ کے یہ باریک ریزے ریت کے ذروں کی طرح جزیروں کی سطح ارض پر پھیلتے رہے ، اور اب یوں لگتا ہے کہ جزیروں کی سطح پر سفید رنگ کی چمکیلی اور باریک ریت ہر طرف بچھی ہوئی ہے جو کبھی کبھی ہوا کے جھونکوں سے ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہے ۔ اس سفید ریت کی تہہ کہیں دو دو فٹ اور کہیں تین تین فٹ گہری ہے ۔

ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کے نیچے نوکیلی چٹانیں بکثرت پائی جاتی ہیں جو پاؤں کو زخمی کر دیتی ہیں اس لئے پانی میں چلنا دشوار ہوتا ہے جزیروں کے آس پاس سمندر کے گہرے نیلے اور شفاف پانی میں رنگ برنگ کی

چھوٹی بڑی مچھلیاں تیرتی پھرتی ھیں ۔ ناریل کے گھنے درخت بھی جو پانی کی طرف جھکے ھوئے ھیں ایک دلفریب منظر پیش کرتے ھیں ۔

جزائر مالدیپ کی آب و ھوا گرم مرطوب ھے ۔ اس کا اوسط درجہ حرارت اسی (۸۰) درجہ فارن ھائیٹ کے لگ بھگ رھتا ھے اور فضا میں نمی کا تناسب اسی (۸۰) سے ایک سو (۱۰۰) فیصد رھتا ھے ۔

سال میں دو بار بارشوں کا زور ھوتا ھے ۔ جون سے اگست، اور پھر دسمبر سے مارچ تک ۔ سال بھر میں اوسطاً ایک سو (۱۰۰) سے ایک سو پچاس (۱۵۰) انچ بارش ھوتی ھے ۔

نباتی پیداوار

رستوائی گرم مرطوب خطوں کے تمام پودے یہاں بکثرت پائے جاتے ھیں ۔ گہرے سبز رنگ کی جھاڑیاں ، جڑی بوٹیاں ، پھل دار درخت اور طرح طرح کی خود رو گھاس زمین کو ڈھانپے رکھتی ھے ۔

ملیریا عام ھے اور ھر نیا آینوالا اس کا شکار ھو جاتا ھے ۔ سرما کی بارشوں میں ایسی نوعیت کے جراثیم پیدا ھوتے ھیں جو انگلیوں کے درمیان زخم پیدا کر دیتے ھیں ۔ اور بعد میں پھنسیوں کی شکل اختیار کر کے سخت تکلیف کا ، باعث بن جاتے ھیں . بیری بیری (bari — beri) کا مرض بھی عام ھے ۔

مالدیپ میں پھل بکثرت پیدا ھوتے ھیں مثلاً ، انار ۔ سنگترہ ۔ لیموں ۔ کیلے ۔ ناریل (رول) اننناس، تمرھندی (املی) ، ان کے علاوہ ارنڈ کا درخت عام ھے ۔ ناریل کا پھل چھوٹا ھوتا ھے اور سنگترے کے حجم سے بڑا نہیں ھوتا ۔ نیرنگی قدرت ملاحظہ ھو کہ ھر اٹول کی پیداوار دوسرے اٹول سے مختلف ھوتی ھے ۔ جو پورے ایک اٹول میں اگتے ھیں وہ دوسری جگہ عام طور سے نظر نہیں آتے ۔ گویا ھر اٹول کو دوسرے اٹول کی ضرورت پڑتی رھتی ھے ۔ صنعت و حرفت کا بھی یہی حال ھے ۔ ایک اٹول میں جولاھے کام کرتے ھیں ، دوسرے میں لوھار ۔ تیسرے میں سنار ۔ اسی طرح چٹائی بننے کا کام کسی اور اٹول میں ھو گا ، کمھار کسی اور اٹول میں آباد ھونگے ۔ یہ سلسلہ تقریباً ابتک جاری ھے ۔ چنانچہ فلیڈ ھو اٹول دو جزیروں میں سنار ھی بستے نہیں ۔

سبزی ترکاری عام بوئی جاتی ھے ۔ آلو ۔ بیگن ۔ سرخ مرچ ۔ اروی اور

کچالو وغیرہ کثرت سے ملتے ھیں ۔ چھالیا کے پودے بھی عام ھیں ۔ گندم ۔ باجرا اور کنگنی (اورا) کی کاشت کی جاتی ھے مگر چاول جو یہاں کے لوگوں کی غذا ھے پیدا نہیں ھوتا ۔ چاول درآمد کیا جاتا ھے ۔ کاشتکاری صرف جنوب کے اٹول سوید میں ھوتی ھے ۔

کشتی بانی ایک اہم ذریعہ روزگار

بعض کاریگر اپنی کشتی میں حرتے کا سامان لاد کر مختلف جگہوں میں چل پھر کر روزی کماتے ھیں ۔ اسی کشتی میں کھاتے پیتے ھیں ۔ اسی میں سوتے ھیں اور ان کے بچے بھی اسی صنعت میں مہارت حاصل کر کے گشتی دکان بنـا کر ایک اٹول سے دوسرے اٹول تک گھومتے پھرتے ھیں ۔

حیوانیات

جہاں تک جانوروں اور پرندوں کا تعلق ھے ، یہاں کبوتر (سفید اور سـیاہ) بطخ ۔ کوے ۔ مرغ ۔ چمگادڑ ۔ کچھوے ۔ سانپ ۔ بلیاں ۔ نیولے ۔ مچھر ۔ چوھے چھپکلی پائے جاتے اور ھر گلی اور ھر مکان پر چیونٹیاں اس کثرت سے پیدا ھوتی ھیں کہ لوگوں کو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو سنبھالنا مشکل ھو جاتا ھے ۔

یہاں بار برداری کا جانور نہیں ملتا ۔ نقل و حمل کیلئے یہ لوگ کشتیوں کو استعمال کرتے ھیں ۔ اب دھیرے دھیرے موٹر گاڑیاں استعمال ھو رھی ھیں ۔ گائے اور بیل صرف مالے (MALE) میں نظر آتے ھیں ۔ البتہ بھیڑ بکریاں ادھر ادھر پھرتی نظر آتی ھیں ۔ کـتے کا وجـود ان جزائر میں بہت نادر ھے ۔ یہ لوگ کتے کو نجس جانتے ھیں ۔ اگر کسی کو کتا چھولے تو اس پر نہانا لازم ھوتا ھے ۔ عمارتی لکڑی کیلئے کنڈو کا درخت استعمال کیا جاتا ھے بلکہ کشتیوں کیلئے یہ لکڑی زیادہ مفید ھے ۔ یہ کاک کی طرح ھلکی ھوتی ھے اور مضبوط بھی ھوتی ھے

آبادی

اس وقت مالدیپ کی مجموعی آبادی ایک لاکھ ترسیٹھ ھزار (۱۶۳۰۰۰) نفوس پر مشتمل ھے ۔ مرد اور عورتیں باون (۵۲) اور اڑتالیس (۴۸) کی نسبت سے ھیں ۔ فی مربع میل آبادی ایک ھزار تین سو سولہ (۱،۳۱۶) نفوس ھے ۔ دس فیصد سے کچھ اوپر لوگ مالے میں رھتے ھیں اور صدیوں سے مالدیپ

کی آبادی باقی دنیا کی آبادی کی نسبت دھیمی رفتار سے بڑھتی رہی ۔ البتہ پچھلے پچاس (۵۰) ســال سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ھوا ھے اور ۱۸۸۰ ء کی نسبت اب آبادی دگنی ھو چکی ھے ۔

لباس

مالدیپ کے لوگوں کا لباس بالعموم سادہ ھے چونکہ زیادہ تر مچھیرے اور ماھی گیر ھیں اس لئے لنگوٹی پہنتے ھیں ۔ یا زیادہ سے زیادہ گھٹنوں تک چوڑی دھوتی باندھتے ھیں ۔ اسپر آدھی ران تک نیلے یا سرخ رنگ کا ایک اور کپڑا باندھ لیتے ھیں ۔ پڑھے لکھے لوگ پاجامہ (ھرو والو) پہنتے ھیں ۔ سر پر رومال (روما) ڈال لیتے ھیں ۔ کمر بند پہننا اچھا سمجھتے ھیں ۔ کمر بند کے بائیں پہلو میں پان رکھتے ھیں اور دائیں پہلو میں چاقو ۔ کبھی کبھی زنجــیر کے ساتھ بندھا ھوا چاندی کا خلال بھی رکھتے ھیں ۔ جمعہ کے دن فیشن کے طور پر دگو لباس یعنی لمباچغہ) بھی پہن لیتے ھیں ۔ پگڑی (فوگودی) صرف سلطان یا اس کے خانوادے کے لوگ باندھتے ھیں ۔ جوتے کا استعمال کم ھے ۔ اب کوٹ پتلون بھی پہننے لگے ھیں ۔ عورتیں عموماً ننگے سر پھرتی ھیں ۔ ابن بطوطہ کے زمانے تک عورتیں لنکا اور دیگر عــلاقے کی عورتوں کی طرح نیم عریاں گھومتی پھرتی تھیں ۔ ابن بطوطہ نے قاضی بن جانے کے بعد عورتوں کی نیم برھنگی کو ترک کــرنے کــیلئے کچھ اقــدام کیے ۔ اگــرچہ عــورتیں باھر کــم نکلــتی ھــیں ۔ لیکــن لباس اور آراســتگی پر کافی دھیــان دیتــی ھیں ۔ ریشــم یا روئی کی واســکٹ پہنتی ھیں ۔ اور " ٹفٹــا " کے لباس کندھوں سے پاؤں تک اوڑھتی ھیں ۔ نیلے کپڑے کی چادر سے جس کا حاشیہ عموماً سفید ھوتا ھے گھونگٹ ڈالتی ھیں ۔ پاؤں کے تلوؤں کو حنا سے ســرخ رنگنا فیشن خیال کرتی ھیں ۔ مگر اب نئے لبــاس مقبــول ھــو گئے ھیں مغرب سے نئے ســامــان آرائش آگئے اور طور طریقے بدل گئے ۔ ناریل کے تیل میں چمپا ، چمبیلی اور عنبر کی خوشبوئیں خواب ھو گئیں ، لیکن عورتیں اپنے بالــوں کی خــوب حفاظت کرتی ھیں اور انھیں سنوار کر رکھنا باعث عزت سمجھتی ھیں ۔

یہاں کے لوگ بہت صاف ستھرے رھتے ھیں دن میں دو تین بار نہاتے ھیں ۔ اگرچہ عام طور سے ننگے پاؤں چلتے ھیں ۔ مگر گھر میں داخل ھونے سے پہلے

دروازے پر رکھے ہوئے مٹکے میں سے پانی لیکر پاؤں دھوتے ھیں ۔ اور باھر پڑے ہوئے بوریے سے خوب صاف اور خشک کر کے اندر جاتے ھیں ۔ نئی تہذیب نے اب انھیں بوٹ اور دوسرے طرز کی پاپوش سے آشنا کر دیا ھے ۔

غذا

خورد و نوش کے سلسلے میں یہ لوگ بہت‌سادہ ھیں چاول اور مچھلی ان کی مرغوب غذا ھے ۔ کھانے سے پہلے نیم پختہ ناریل کھاتے ھیں ۔ یا اس کا پانی پیتے ھیں ۔ متوسط درجے یا اوپــر کے طبقــے کے لوگ مرغ ۔ مچھلی ۔ (خاص طــور پر ساردین) ، خلیع (بھنا ھوا گوشت) مکھن اور مقامی شہد کھانا پسند کرتے ھیں ۔ کیلوں کی بھجیا بھی ایک لذیذ کھانا ھے یہ لوگ انگلیوں سے کھاتے ھیں ۔ صدیوں سے چمچے کا استعمال نہ تھا ۔ اب لوگ چمــچے اور چھری کانٹنے کے استعمال سے واقف ھو گئے ھیں ۔ کھانا جلدی جــلدی کھاتے ھیں ۔ کھانے میں بات کم کرتے ھیں اور پانی بھی نہیں پیتے ۔ وہ نہیں چاھتے کہ انھیں کوئی کھانا کھاتے دیکھے ۔ وہ پچھلے کونے میں چلے جاتے ھیں اور پردہ چھوڑ دیتے ھیں ۔ زمین پر چٹائی بچھا کر کھانا چن لیتے ھیں اور قرینے سے بیٹھ کر کھاتے ھیں اور احتیاط برتتے ھیں کہ کوئی چیز نیچے گرنے نہ پائے ۔ کھانے میں اگر مــکھی یا گردوغبار گر پڑے تو وہ کھانا پرندوں کے آگے ڈال دیتے ھیں ۔ جوٹھــا گندا ، یا باســی کھانا وہ فقیروں کو بھی نہیں دیتے ۔ کسی زمانے میں لکڑی کے برتن ھوتے تھے ۔ پھر مٹی کے برتن آئے پھر دھات کے برتن استعمال ھونے لگے اب چینی اور شیشے کے برتن استعمال میں آنے لگے ھیں ۔ عــورتیں مردوں کی محفل میں کھانا نہیں کھاتیں ۔

کھانے کے بعد ھر خاص و عام ، امیر غریب کچھ نہ کچھ پھل ضرور کھائیں گے ۔ کھانے کا وقت‌مقرر نہیں پینےکے لئے پانی ریت‌کھــود کر نکالتے ھیں ۔ پانچ چھ فٹ تک پانی مل جــاتا ھے ۔ جزیرہ مالے کے کنوؤں کا پانی کھارا اور بدمزہ ھے ، مقامی لوگوں کا خیال ھے کہ یہاں صدیوں سے ھزار ھا مُردے دفنائے جا چکے ھیں ۔ اس لئے پانی نمکین اور بدمزہ ھو گیا ھے ۔ سلطان اور بڑے بڑے لوگ اچھا اور میٹھا پانی کورنڈو (فڈفولو) سے منگواتے ھیں ۔ بعض لوگ بارش کا پانی مشکوں اور برتنوں میں جمع کر لیتے ھیں ۔

رھائش

مکانات صـاف ستھرے ، اور کونے قائمـه زاویه پر بنائے جاتے ھیں ـ عام لوگ ناریل کے تنوں اور اس کے پتوں کے جھونپڑے بنا کر رھتے ھیں ـ یه جھونپڑا تقریباً اٹھائیس (۲۸) فٹ لمبا بارہ (۱۲) فٹ چوڑا اور پندرہ (۱۵) فٹ اونچـا ھـوتا ھے ـ ایسے جھونپڑوں میں ایک آدھ کھڑکی اور ایک دروازہ ھوتا ھے ورنه اندر تاریکی ھی تاریکی ھوتی ھے ـ اب نئی روشنی آتی ھے تو لوگ ھوا دار اور روشن مکان بنانے لگے ھیں ـ

البته بڑے لوگوں کے محلات ان پتھروں کی سلوں سے بنائے جاتے تھے جو ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کی ته سے نکالی جاتی تھیں ـ یہاں کے لوگ نسـلاً آریائی ھیں ـ جو پرانی سنبھالی (شنگھالی) سے ملتی جلتی زبان بولتے ھـیں ـ اور آجکل کی مقامی زبان (دیویھـی) میں ایک کثیر تعداد ایسے الفاظ کی ھے جو سنھالی سے ماخوذ ھیں ـ اس زبان میں دس فیصد الفاظ پالی اور ایلو کے بھی ملتے ھیں ـ گویا بدھ مت کا اثر کبھی یہاں بہت نمایاں تھا ـ مالدیپ کے جنوبی علاقوں میں کھدائی کے دوران بودھوں کے معبدوں کے آثار جابجا ملتے ھیں ـ بلکه اب بھی لوگ بودھـوں کی طرح پیپل کے درخت کو مقدس سمجھتے ھیں ـ مسجدوں میں یه درخت لگائے جاتے ھیں ـ

عادات و خصائل

مالدیپ کے لوگ عـام طـور سے پانچ یا سوا پانچ فٹ قد کے نحیف البحثه ، منکسر المداج پر امن ذھین اور محنتی ھیں ـ لڑاکا اور جنگجو ھر گز نہیں ـ مہمان نوازی اور دوست داری میں مشہور ھیں ـ سادہ مگر منظم زندگی بسر کرتے ھیں ـ قانون کا بہت احترام کرتے ھیں ـ ایران ، عرب اور افریقه کے تاجروں اور آبادی کاروں کے توسط سے ان لوگوں کی رگوں میں سامی خون کی آمیزش پائی جاتی ھے ـ کچھ لوگ مالا بار کے باشندوں سے مشابه ھیں ـ

عام طور سے ان کے نقش تیکھے ھیں ـ بدن کی رنگت زیتونی ھے مگر عورتوں کا رنگ صاف اور نکھرا ھـوا ھے خاص طور پر شاھی خاندان کی خواتین اپنے گورے رنگ ، سیاہ بالوں اور تیکھے نقوش اور سیاہ کشادہ آنکھوں کے اعتبار

سے یورپ کے حسن کو مات کرتی ھیں ـ البتہ مالدیپ کے جنوبی علاقے کے لوگ مقابلۃً کرخت اور الھڑ ھیں ـ ان کے نقش بھی بھدے ھیں ـ رنگ سانوالہ ھے ـ ان کی عورتیں بھی خاصی سانولی ھیں ـ کسی زمانے میں نیم برھنہ پھرتی تھیں مگر اب وہ بھی لباس پہننے لگی ھیں ـ

تعلیم

تاریخی شواھد سے پتہ چلتا ھے کہ یہاں کے لوگ کم و بیش دو سو (۲۰۰) سال سے پڑھنا لکھنا جانتے ھیں اور اپنی دیویھی زبان میں (جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی ھے) علوم سیکھتے رھے ھیں ـ علم نجوم کا انھیں بہت شوق رھا ھے ـ تعلیم کا سلسلہ مسجد سے شروع ھوتا تھا ـ جہاں واعظ یا مؤذن (یعنی امام) یہ کام مفت سر انجام دیا کرتے تھے ـ بلکہ عربی میں چند کتبے بارھویں صدی عیسوی کے بھی ملے ھیں ـ یہ کتبے مالدیپ کے مقامی درخت کندو پر کندہ کیئے گئے تھے ـ خط اور لکڑی پر کندہ کرنے کا انداز حضرت شاہ رکن عالم (ملتان) کے مزار کے کتبوں سے بہت مماثل ھے ـ گمان غالب یہی ھے کہ لکڑی پر کندہ کرنے کا کاریگر اور خطاط ملتان ھی کی سر زمین سے لائے گئے ، پھر یہ لوگ یہیں کے ھو کر رہ گئے ـ

اسلامی رحجانات

مالدیپ کے لوگوں میں دینی رحجان زیادہ ھے ـ ایک زمانے سے یہ لوگ اسلام پر قائم ھیں اور مذھباً مالکی ھیں ـ نماز ادا کرنا ضروری سمجھتے ھیں ـ جو شخص نماز سے احتراز کرتا ھو اس کا مقاطعہ کرتے ھیں تاآنکہ وہ نماز کا پابند نہ ھو جائے ـ شمار دانہ تسبیح عام ھے ـ جمعہ کا اعلان مؤذن گھنٹی بجا کر کرتا ھے اور اذان اپنے وقت پر الگ دی جاتی ھے ـ

مالدیپ کے عوام رویت ھلال کا خاص اھتمام کرتے ھیں ـ بالخصوص رمضان کا چاند دیکھ کر لوگ آنکھوں پر ھاتھ رکھکر دعا مانگتے ھیں ـ پھر خوشی سے لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ھیں اور بغلگیر ھوتے ھیں ـ چاند کی پہلی رات جشن منایا جاتا ھے ـ گھر گھر صفائی کی جاتی ھے ـ گلیاں کوچے آراستہ کیئے جاتے ھیں ـ اگربتی ، لوبان عنبر اور دیگر خوشبوؤں سے محلے کی فضا معطر ھو جاتی ھے ـ دروازوں پر صندل کے رنگ سے نقش و نگار کرتے ھیں ـ

رمضان کی پہلی رات سب مرد اور عورتیں اپنے اپنے رشتہ داروں اور احباب کے ہاں مبارکباد کہنے جاتے ہیں ۔ اور رات بھر ایک گھر سے دوسرے گھر آتے جاتے رہتے ہیں ۔ عورتیں فجر سے پہلے گھر واپس آ جاتی ہیں اور سحری کا انتظام کرتی ہیں ۔

یہاں کے لوگ زکوۃ بڑے اہتمام سے تقسیم کرتے ہیں ۔

یہ لوگ بت‌پرست‌تھے اور حضرت ابو البرکات یوسف ابو بری کے ھاتھ پر انھوں نے اسلام قبول کیا ۔ ابن بطوطہ نے عیسی الیمنی ، معلم علی اور قاضی عبداللہ کی سند سے روایت‌کیا ھے کہ مالدیپ کے جزیرہ مبل (مالے) ھر مـاہ ایک عفریت‌وارد ھوا کرتا تھا ۔ یہاں کے باشندوں کا دستور تھا کہ عـفریت‌کے جہاز کو دیکھتے ھی ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سـنگھار کر کے ایک بت‌خانے میں جو سـمندر کے کنارے پر تھـا چھوڑ دیتے تھے ۔ جب صبح کو لوگ آتے تھے تو اسے مرا ھوا پاتے تھے ۔ ایک مـرتبہ یہ ھوا کہ شیخ ابو البرکات البر بری کسی بڑھیا کے ھـاں اترے ۔ اسی اثنا میں عـفریت‌کا جہاز مالے کی طـرف بڑھتا ھوا لوگوں نے دیکھ لیا اور قرعہ اندازی کی تو اسی بڑھیا کے نام قرعہ پڑا ۔ اب اسے اپنی اکلوتی بیٹی مندر میں بھیجنا پڑی اور بڑھیا رو رو کر نڈھال ھو گئی ۔ شیخ ابو البرکات جب شام کو گھر تشریف لائے تو سب کو روتا دیکھ کر پریشـان ھوئے ۔ ترجمان کو بلا کر حال معـلوم کیا . حضرت ابو البرکات نے کہا ۔ اے امـاں تو نہ ڈر میں تیری بیٹی کی جگہ جاؤں گا ۔ چنانچہ اس کے اصرار پر شیخ ابو البرکات وھاں چلے گئے ۔ وہ حافظ تھے ۔ سـاری رات تلاوت کلام پاک کرتے رھے ۔ عفریت ظاھر ھوا مگر قرآن پاک کی تلاوت سـن کر واپس چلا گیا ۔ صبح کو جب لوگ مـندر میں گئے تو شیخ ابو البرکات کو زندہ پایا ۔ یہ قصہ اس وقت‌کے راجـہ کو سنایا گیا ۔ اس نے مغربی شیخ کو اپنے راج دربار میں بلوایا ۔ شیخ نے راجہ شنورازا (شنو راجہ) کو اسلام کی دعوت دی ۔ ایک ماہ کے بعد جب عفـریت کے آنے کے آثار پیـدا ھوئے تو شیخ صاحب پھر معبد میں جا بیٹھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رھے ۔ مگر اب کے عفریت‌وارد نہ ھوا ۔ راجہ کو عـلم ھوا تو اس نے بت‌خانہ مسـمار کروا یا اور نہ صرف خود اسلام قبول کر لیا بلکہ تمام باشندوں کو اس نے اسلام کی دعوت دی ۔ شیخ ابو البرکات کے سبب یہاں کے باشنـدے

حضـرت امام مالک کے مذهب (مالکی) سے منسلک هو گئے ۔ ایک مسجد اب تک موجود هے جسکی محراب پر یه کتبه کنده هے که سلطان احمد شنو (راجه) حضرت ابو البرکات یوسف المغربی کے هاتھ پر حلقه بگوش اسلام هوا ۔

تاریخی پس منظر

زمانه قدیم سے عرب اور ایرانی تاجر اور جهاز ران اس سمندر میں آتے جاتے رهے بطلمیوس نے Dina کا ذکر کیا هے اور کہا هے که یه مجمع الجزائر تیره سو اٹھتر (۱۳۷۸) ٹاپوؤں پر مشتمل هے ۔ اس کے بعد Casmas (سنه ۳۳۵ ع) نے بھی ان جزیروں کا مختصر سا حال بیان کیا هے ۔ مشہور عرب مؤرخ احمد بن یحیی البلاذری نے لکھا هے که حجاج بن یوسف کے زمانه ولایت میں جزیره یاقوت (مالدیپ) کے راجه نے تقرب حاصل کرنے کی خاطر والی عراق کو اپنے ملک کی مسلمان عورتوں کو ایک کشتی میں سوار کر کے عراق بھجوایا ۔ یه عورتیں عرب تاجروں کی اولاد تھیں اور مالدیپ میں پیدا هوئی تھیں ۔ دیبل کے قریب قذاقوں کی ایک جمـاعت نے کشتی پر حمـله کر دیا اور عورتوں کو پکڑ لیا ۔ ایک عورت بنو یربوع سے تعـلق رکھتی تھی اس نے حجاج کی دهائی دی ۔ یه خبر حجاج کو پہنچی ۔ اس نے « یا لبیک » کہه کر سندھ کے راجه داهر کو لکھا که ان عورتوں کی رستگاری کی سبیل کرے ۔ داهر نے جواب دیا که انهیں قذاقوں نے پکڑا هے اور وه پھر میری دسترس سے باهر هیں ۔ حجاج نے عبیدالله بن بنهان کو داهر کی سرکوبی کیلئے بھیجا ۔ مگر یه مهم ناکام رهی ۔ پھر بدیل بن طهبقه البجلی کو بھیجا ۔ یه مهم بھی کامرانی سے همکنار نه هوئی پھر محمد بن قاسم نے بدله لیا . . . . البلاذری لکھتا هے که اس جزیره کی عورتوں کو حسن کی بنا پر جزیره یاقوت کہتے هیں ۔

المسعودی نے اپنی کتاب مروج الذهب میں ان جزائر کا ذکر کیا هے ۔ که یہاں کے لوگ بت پرست هیں ۔ (دراصل یہاں بدھا کی مورتیاں جـابجا معبدوں میں موجـود دیکھ کر عرب یہی خیال کرتے رهے . که یه لوگ بت پرست هیں) المسعودی لکھتا هے که عنان حـکومت ایک عورت کے هاتھ میں هے ۔ یہاں کے باشندے امن پسند نہیں صنعت و حرفت میں ماهر هیں ۔ کوڑیوں کو سکه کے طور پر استعمال کرتے هیں ۔

ابو الحسن الجرجانی (صاحب مجمل التواریخ) ان جزیروں کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ھے اول ناریل کی رسی کے جزیرے ، دوم کوڑیوں کے جزیرے ۔

ابو ریحان البیرونی (المتوفی ۴۴۳ ھ ۔ ۱۰۴۰ ھ) نے بھی مالدیپ کے جزائر کا ذکر کیا ھے اور کہا ھے کہ یہاں کے لوگ کوڑیاں جمع کرتے ھیں ۔ ناریل کے پتوں کو سمندر کی سطح پر ڈال دیتے ھیں ۔ گھونگے اور سیپ کے کیڑے ان پتوں پر آ کر بیٹھ جاتے ھیں ۔ یہ لوگ انھیں باھر کھینچ لاتے ھیں اور کوڑیاں اکٹھی کر لیتے ھیں ۔ اس نے یہ بھی لکھا ھے کہ یہاں کے باشندے ناریل کے ریشوں سے مضبوط اور پائیدار قسم کی رسیاں بٹتے ھیں ۔ البیرونی نے بھی ان جزیروں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ھے ۔ ناریل کی رسی کے جزیرے اور کوڑیوں کے جزیرے ۔

الادریسی نے لکھا ھے کہ ان جزائر کے رھنے والے آزاد اور خوشحال زندگی بسر کرتے ھیں ۔ ایک ملکہ یہاں راج کرتی ھے جو منصف مزاج ھے اور اپنی رعایا کی بہبود کا خیال رکھتی ھے ۔

مار کو پولو نے بھی اس علاقے کا ذکر کیا ھے وہ ۱۲۲۱ ء میں ادھر سے گذرا ، وہ لکھتا ھے کہ یہاں کا سلطان بارہ ھزار (۱۲۰۰۰) جزیروں اور تیرہ (۱۳) اقلیم کا مالک ھے ۔

مالدیپ کا پہلا راجہ جس کا نام تاریخ میں محفوظ ھے " تیموگی مہا کلمنجا " ھے ، جو بعد میں محمد العادل (۵۳۵ ھ ۔ ۱۱۴۱ ء ۔ ۵۶۱ ھ ۔ ۱۱۶۶ ء) کہلایا ۔ کہتے ھیں کہ کوئی مالا نامی ایک راجکمار جس کا لنکا کے راجہ کی بیٹی سے بیاہ ھوا تھا ۔ ایک بار سمندری سفر پر نکلا اور اٹول " را " کے ایک جزیرے " راسگے تیمو " پر آن اترا ۔ یہاں کے باشندوں نے اس کے ماتھے میں جاہ و جلال کے آثار دیکھے ۔ انھوں نے اسکی بہت آؤ بھگت کی ۔ اسے اپنا راجہ بنا کر رکھ لیا ۔ اس راجکمار کے ھاں ایک ھونہار بچہ پیدا ھوا جس کا نام " کلمنجا رکھا ۔ اس نے بڑے ھو کر تیرہ (۱۳) سال تک حکومت کی ۔ یہ پہلے بدھ مت سے منسلک تھا ۔ مگر شیخ ابو البرکات یوسف البر بری کی کرامات دیکھ حلقہ بگوش اسلام ھو گیا ۔ اور اس کی ترغیب پر اس کی رعایا بھی مسلمان ھو گئی ۔

یہ یتمو مہا کلمنجا (محمد العادل) " شنورازا " (یاشنو راجہ) کے لقب سے بھی معروف ھے ۔ ۵۴۸ ھ ۔ ۱۱۵۳ ء میں شیخ ابو البرکات یوسف البر بری جن کا

ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں اس ملک میں وارد ہوئے انہوں نے یہاں ایک عفریت کا مقابلہ کیا اور یہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی ۔ اسی سال یہ راجہ بھی مسلمان ہو گیا ۔ اس کے خانوادے کے کم و بیش ستر (۷۰) افراد نے یکے بعد دیگرے تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) سال تک حکومت کی اور بڑی حکمت عملی اور جانفشانی سے اپنی ریاست کی آزادی کو قائم رکھا ۔ ہم یہاں کے مشہور اور اہم راجاؤں کا حال بیان کرتے ہیں :

محمد العادل کے بعد سلطان محمد بن عبداللہ (۵۴۸ ھ ۔ ۱۱۵۳ ء) ۔ ۵۸۰ ھ ۔ ۱۱۶۶) بر سر اقتدار آیا ۔ اس کے دور میں یہاں جابجا مسجدیں تعمیر ہوئیں ۔ اسلامی فقہ رائج ہوئی ۔ اس کے بیٹوں پوتوں میں سے پندرہ (۱۵) شہزادے ۱۳۲ سال تک حکومت کرتے رہے ۔

پھر ملکہ ، رھندی کباد کلاغہ ، المعروفہ بخدیجہ (۷۴۳ ھ ۔ ۱۳۴۲ ء ۔ ۷۶۴ ھ ۔ ۱۳۶۳ ء) نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی ۔ ملکہ فدیجہ اور اس کا خاوند سلطان عبداللہ باری باری حکومت کرتے رہے ۔ سلطانہ خدیجہ نہایت زیرک اور ہوشمند حکمران تھی ۔ ابن بطوطہ اسی کے زمانے میں یہاں آیا ۔ ۷۴۴ ۔ ۷۴۵ ھ ۔ ۱۳۴۳ ۔ ۱۳۴۴ ء میں ابن بطوطہ کا گزر ہوا ، اس نے مالدیپ کے حالات اور اپنے قیام کے بارے میں خاص مفید اور دلچسپ تفصیلات مہیا کی ہیں ۔ اس کے زمانے میں مالدیپ کے باشندے دو سو (سال) سے مسلمان ہو چکے تھے ۔ عربی اور فارسی جاننے اور بولنے والے اس سر زمین پر موجود تھے ۔ ایک کنیز جس کا نام گل بستان تھا ۔ فارسی میں بات چیت کر لیتی تھی ۔ مالدیپ کے لوگوں کی زبان نہ جانتے ہوئے بھی ابن بطوطہ یہاں کے لوگوں میں گل مل گیا ۔ اپنے قیام کے دوران اس نے ایک وزیر کی بیٹی سے نکاح کیا ۔ پھر اس نے دو تین اور خانوادوں سے بھی رشتہ مصاوہت قائم کیا ۔ اور کچھ عرصہ کیلئے قاضی (فند یارلی) کے جلیل القدر عہدے پر فائز رہا ۔ اپنے زمانہ قضاء میں اس نے اسلامی شعار کی ترویج کیلئے کافی جتن کیئے ۔ اور مثلاً عورتوں کو سینہ ڈھانپنے اور مکمل لباس پہننے کا حکم دیا (مگر وہ پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا) یہاں ایک دستور یہ بھی تھا کہ طلاق کے بعد بھی عورت اپنے پہلے خاوند کے گھر میں اس وقت تک رہ سکتی تھی جبتک کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کر

لے ۔ ابن بطوطه نے ایسے پچیس (۲۵) ملزم طلب کئے ، انھیں درے لگائے اور عورتوں کو ان کے گھروں سے نکلوا دیا ۔ ابن بطوطه نے اماموں اور مؤذنوں کی تنخواهیں مقرر کیں ۔ اس نے یه بھی اهتمام کیا که جمعه کی اذان کے بعد اگر کوئی شخص گلی یا کوچوں میں ملے تو اسے پکڑ لیا جائے ۔

ابن بطوطه بتاتا هے که مالدیپ میں تیره (۱۳) اٹول هیں ۔ جنهیں وه « اقلم کے نام سے ذکر کرتا هے ۔ هر چالیس (۴۰) آدمیوں پر ایک کاتب مقرر تھا جو تسجیل نکاح کا کام بھی کرتا تھا ۔ یه نظام اب مفقود هے ۔ اور هر اقلیم (اٹول) کا ایک الگ مختار (اتولو وری) هوتا تھا جو مالیه جمع کرتا تھا ۔ هر جزیرے یا گاؤں کا ایک نمبردار (دهر ورلی) انتظامی امور میں سلطان کی مدد کرتا تھا ۔ مالدیپ کی طرح آچن میں بھی عورتیں حکمران رهی هیں اور جانداد میں مردوں کے برابر عورتیں حصه دار رهی هیں ۔

آگے چل کر سلطان « علی » (۹۱۹ ھ ۔ ۱۵۱۲ ۔ ۱۵۱۳ ء) نے کم و بیش ایک سال حکومت کی ۔ اس کا نام تاریخ میں « کالو محمد راسجی فانو » بیان کیا جاتا هے ۔ وه مسلمان تھا اور اس نے اسلام کی خدمت میں کوئی دقیقه فروگذاشت نه کیا ۔

مگر سلطان حسن (نهم) جس نے دو سال حکومت کی (۹۵۷ ھ ۔ ۱۵۵۰ ء ۔ ۹۵۹ ھ ۔ ۱۵۵۲ ء) تخت نشینی کے تھوڑی دیر بعد اس نے اسلام ترک کر دیا اور مسیحیت اختیار کر لی ۔ یہاں کے باشندوں نے اسے گوارا نه کیا اور اسے ملک بدر کر دیا ۔ وه کوه چین سے هوتا هوا « گوا » جا پہنچا اور پرتگالیوں سے ساز باز کر کے مالدیپ پر حمله آور هوا ۔ مگر اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے بےشمار ساتھی مارے گئے ۔

پھر جب ۹۶۵ ھ ۔ ۱۵۵۸ سے ۱۵۵۹ ء میں سلطان « علی » (ششم) سریر آرائے سلطنت هوا تو اس کے دور میں پرتگالیوں نے بڑے پیمانے پر یورش کی ۔ سلطان علی ایک معرکے میں شهید هو گیا اور پرتگالیوں نے مالدیپ پر قبضه کر لیا جو تقریباً ستره (۱۷) برس تک رها ۔ اس عرصے میں پرتگالیوں نے مسیحیت کا پرچار شروع کر دیا ۔ پرتگالیوں کو مدد دینے والی غدار شخصیت «اندرا آندری » تھا ۔ ان حالات میں اپنے ملک کو آزاد کرانے کیلئے

نوجــوانوں کی ایک تحریک نے جنم لیا ۔ یہ لوگ گــوریلا جنگ سے پرتگالیوں کو ہراســاں کرتے رہے ۔ اور انھیں چین سے بیٹھنے نہ دیا ۔ بالآخر مالدیپ کے باشندوں نے محمــد تکــر فاتو نے (یا تھا کر فاتو) کی سر براھی مــیں پرتگالیوں کو مار کر نکال باھر کیا ۔ آغاز کار میں محمــد تکــر فاتو نے عنان حکومت سنبھالنے سے گریز کیا ۔ اس کا خیال تھا کہ اگر سلطان زندہ ہے تو اسے دوبارہ تخت پر بٹھایا جائے ۔ مــگر جب ســلطان کی خیریت کی کوئی خبر نہ ملی تو ناچار اس نے امور سلطنت کو اپنے ھاتھ میں لے لیا ۔ محمــد تکــر فاتو نے (جوالاعظم The great کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے) بارہ (۱۲) سال تک (۹۱۱ ھـ ۔ ۱۵۷۳ ۹۹۳ ھـ ۔ ۱۵۸۵ ء) حکومت کی محمد تکــر فانو نے بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ، سکول اور مدرسے قائم کیئے ۔ اس کے دور مـیں اســتاذ شیخ محمد جمال الدین نے علوم اسلامیہ کی بہت خدمت کی ۔

اس کے بعد سلطان ابراھیم (ثالث) تخت نشین ہوا ۔ اس کے دور حکومت میں مالابار کی فوج نے مالدیپ پر چڑھائی کر دی ۔ مگر مالدیپ کے باشندوں نے پامردی سے مقابلہ کیا ۔

۱۸ مئی ۱٦۰۱ ء کو ,, سنیٹ مــالو ایک فــرانیسی جہاز ران پری آرڈ (pyrard) اپنے جہــاز " کوربین کے لیکر روانہ ہوا اور سمندروں کا چکر کاٹتا ہوا یہ جہــاز ۲ ۔ جولائی ۱٦۰۲ ء کو ایک اٹول ,, یا " کے جزیرے ,, گوائے دھو " کے ساحل سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ۔ اس حادثے میں چار آدمی بچے جن میں سے پری آرڈ بھی تھا ۔ سلطان وقت (ابراھیم بن محمد شــوال ۱۰۱۵ ھـ ۔ فروری ۱٦۰۷ ء میں قتل کر دیا گیا تھا ۔) کے حــکم سے حراست میں لے لیا گیا ۔ وہ فروری ۱٦۰۷ ء تک قید میں رہا مگر وہ ادھر ادھر گھوم پھر سکتا تھا ۔ اپنے قیام کے دوران اس نے یہاں کی مقامی بول سیکھ لی ۔ اس نے مالدیپ کے باشندوں کے رھن سہن ۔ عادات و اطوار ۔ ان کی تہذیب اور طرز تمدن پر مفصل کتاب لکھی ہے ایک بار پری آرڈ سخت بیمار پڑ گیا ۔ سلطان کی طرف سے سال بھر اس کا علاج ہوتا رہا ۔ سلطان اور ملکہ اس کی عیادت اور مزاج پرسی کیلئے آتے جاتے تھے ۔

۱۰۲۹ ھـ ۔ ۱٦۲۰ ء میں سلطان محمد جمال الدین (بلکہ محمد عماد الدین

بن أمينة بنت مريم بنت علی » جو تکر فانو الاعظم کا بھائی تھا) تخت پر بیٹھا ۔ اور ۱۰۵۸ ھ ـ ۱۸۴۸ ء تک حکومت کی اس کا دور سلطنت کیلئے بہت پر آشوب تھا پرتگالیوں نے پے درپے حملے کئے ۔ « سامیه پاشانا » نے بھی بغاوت کی ۔ اسے گرفتار کر لیا گیا ۔ کسی دوسرے جزیرے میں جلاوطن کر کے محبوس کر دیا گیا ۔ بہرحال مالدیپ پر پرتگالیوں کا قبضه نه ہو سکا ۔

اس کے بعد سلطان ابراهیم اسکندر (۱۰۵۸ ھ ـ ۱۶۴۸ ء ـ ۱۰۹۸

اس کے بعد سلطان ابراهیم اسکندر (۱۰۵۸ ھ ـ ۱۶۴۸ ء ـ ۱۰۹۸ ھ ـ ۱۶۸۱ ء) نے اقتدار سنبھالا اس نے دفاع کو مضبوط کیا ۔ اس کے طویل عہد سلطنت میں اگرچه پرتگالیوں اور مالاباریوں نے بار بار مالدیپ پر فوج کشی مگر اسکندر نے اسے ہر بار مار بھگایا ۔ اسکندر بڑا رحمدل اور دانا سلطان تھا ۔ اس نے ٹیکس اور جمرک معاف کر دیے ۔ جس سے یہاں کی تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوا ۔ ملک میں فلاح و بہبود کا دور دورہ ہوا ۔ اسکندر نے تعلیم اور خصوصاً دینی تعلیم کو خوب پھیلایا ۔ مالے کی جامع (ہکورومسکی) یعنی جمعه مسجد) اسی کی یاد گار عمارت ہے ۔

۱۱۳۹ ھ ـ ۱۷۲۶ ء میں سلطان اسکندر (ثانی) بن محمد عماد الدین

۱۱۳۹ ھ ـ ۱۷۲۶ ء میں سلطان اسکندر (ثانی) بن محمد عماد الدین (المتوفی ۱۱۶۳ ھ ـ ۱۷۵۰ ء) نے حسن تاج الدین کو مالدیپ کی تاریخ مرتب کرنے پر مأمور کیا ۔ حسن تاج الدین نے دراصل ابن بطوطه اور پری آرڈ کے چھوڑے ہونے مواد ہی سے استفادہ کیا ۔ مگر اس نے بعض واقعات گڈ مڈ کر دیئے ۔

اس کے بعد سلطان (محمد) مکرم امام الدین (یا عماد الدین بن محمد

اس کے بعد سلطان (محمد) مکرم امام الدین (یا عماد الدین بن محمد عماد الدین ۱۱۶۳ ھ ـ ۱۷۵۰ ۱۱۷۳ ھ ـ ۱۷۵۷ ء) تخت نشین ہوا ۔ ۱۱۶۷ ھ ـ ۱۷۵۳ ء میں مالا باریوں نے بڑے زور کا حمله کیا ۔ انہوں نے مالے میں شاہی محل کو آگ لگادی اور شہر کا ایک بڑا حصه نذر آتش کر دیا ۔ یہاں کے باشندے پریشانی کے عالم میں جان بچاتے پھرے مالاباریوں نے اپنا تسلط جما لیا اور چار

ماہ بیٹھے رہے ۔ اسی اثنا میں ایک رات " حسن مانیکو فانو " نے بھر پور جوابی حملہ کیا ۔ مالاباریوں کی کشتیاں جلا دیں اور جہاں جہاں مالا باری نظر ائے انھیں تہ تیغ کر دیا ۔ حسن مانیکو فانو کو تخت و تاج سنبھالنے کی دعوت دی گئی مگر اس نے قبول نہ کیا ۔ مال باریوں نے ایک بار پھر یورش کی مگر حسن ماینکو نے انھیں شکست فاش دی ۔ یہی حسن بعد کو غازی حسن عزالدین (١١٧٣ ھ ۔ ١٧٥٩ ء ۔ ١١٨٥ ھ ۔ ١٧٦٧ ء) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اس نے سات سال حکومت کی ۔

بیل (H.C.P. Bell) آئی سی ایس ، جو لنکا میں آثار قدیمہ کا کمشنر تھا ١٨٨٣ ء میں مالدیپ آیا ۔ اس نے تمام جزائر کا جائزہ لیا ۔ مالدیپ کے احوال و کوائف جو بیل نے مرتب کیئے ہیں وہ بہت مفصل اور نہایت معتبر شمار ہوتے ہیں ۔ اس نے مالدیپ کی تاریخ از سر نو مرتب کی (ہم پروفیسر ڈنلپ کے بہت ممنون ہیں ۔ انھوں نے بڑی کاوش سے بیل کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مقالات اور مواد سے ہمیں اہم اور مفید مطلب اقتباسات فراہم کئے ہیں) بیل نے ١٩٢١ ء اور ١٩٢٢ء میں مالدیپ کا پھر دورہ کیا اور نئی معلومات جمع کیں ۔

اس دور کا ایک نوجوان سیاست دان اور شاعر أمین دیدی (جو شاہی خانوادے سے تعلق رکھتا ہے) مالدیپ کے باسیوں کا بطل عظیم شمار ہوتا ہے ۔ اس نے ١٩٦١ ء سے ١٩٥٣ ء تک قدیم مآخذ کی چھان بین کے بعد دویہی زبان میں مالدیپ کی تاریخ پر دو کتابیں مرتب کیں جو یہاں کے ہائی سکولوں میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں ۔

مالدیپ کے باشندوں کو پرتگالیوں اور مالاباریوں سے ہمیشہ خدشہ رہا ہے ۔ اس لئے یہ لوگ ان سے خائف رہے ، اور سیاسی ، تجارتی اور ثقافتی مراسم پیدا نہ کیے ۔ البتہ سری لنکا کے ساتھ ان کے روابط دوستانہ رہے ہیں ۔ اس لئے تجارت کا سلسلہ صرف سری لنکا ہی سے قائم رہا ہے ۔ جہاں سے یہ اپنی مرغوب غذا چاول منگواتے ہیں اور اس کے عوض یہاں کی مچھلیاں خاص طور پر " بونیٹو " اور " تونا " ان کے ہاں فروخت کرتے ہیں ۔ بہرحال مالدیپ کے رہنے والوں نے باقی دنیا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز

میں جب یورپ اور مشرق بعید کی بڑی بڑی طاقتوں نے ہر جگہ اپنا نفوذ قائم کرنا شروع کیا تو مالدیپ کے باشندوں کو ہر طرف سے خطرہ امڈتا نظر آیا ۔ اپنے ملک کی سالمیت اور آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے انہوں نے فـراست سے کام لیا اور اپنے ملک کو اس وقت کی سب سے بڑی اور مضبوط طاقت برطانیہ کی حمایت میں چلے جانے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ یکم رجب ١٣٠٥ ھ ، ١٦ دسمبر ١٨٨٧ء کو سلطان محمد معین الدین (ثانی) نے انگریزوں سے ایک معاہدہ کر لیا ۔ اس معاہدے پر سری لنکا کے گورنر سر ایچ اے گورڈن نے برطانوی حکومت کی طرف سے دستخط کیے ۔ دوسری طرف سے سلطان محمد معین الدین نے دستخط ثبت کئے ۔ اس طرح مالدیپ کو اپنی دفاع کی ضمانت مل گئی ۔ برطانیہ کو دارالحکومت مالے میں کبھی عمل دخل کی ضرورت پیش نہیں آئی ۔

دسمبر ١٩٥٦ء میں برطانیہ نے مالدیپ سے ایک اور معاہدہ کیا جس کی رو سے جزیرہ " گان " میں برطانوی ہوائی اڈہ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی ۔ برطانیہ نے " گان " کے باشندوں کی آباد کاری کی ذمہ داری بھی قبول کرلی ۔ ۔ ٢٦ جولائی ١٩٦٥ء کے معاہدہ کی رو سے برطانیہ نے مالدیپ کو خود مختار اور آزاد ریاست تسلیم کر لیا ۔ چنانچہ مارچ ١٩٧٦ء میں برطانیہ نے یہ جزیرہ " گان " خالی کر دیا ۔ ١٩٦٥ء ھی سے مالدیپ " اقوام متحدہ " کا رکن بن گیا ۔ ١٩٦٨ء میں مالدیپ کو جمہوری نظام دے دیا گیا ۔ مأمون عبدالقیوم کو عام انتخاب کے ذریعہ پہلا صدر چنا گیا ، اب تک ہر مرتبہ مذکورہ صدر ھی سخت ہو رہا ہے ۔ مالدیپ اب غیر وابستہ تحریک کا بھی ممبر بن چکا ہے ۔

مالدیپ ــ ترقی کی راہ پر

١٩٥٨ء سے مالدیپ میں بخاریہ (بھاپ سے چلنے والے جہاز) کا اجراء ہوا ہے ۔ مگر گہرے پانی کی کوئی بھی بندرگاہ نہیں ہے ۔ بار برداری اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک مسافروں اور مال و متاع کو لے جانے کا اچھا انتظام ہو گیا ہے ۔ سیاحت کا شعبہ بھی کھول دیا گیا ہے ۔ ١٩٧٢ء سے شائقین آنے لگے ہیں ۔ ۔ ۔ ان کی تفریح کا انتظام بھی کیا جاتا ہے ۔ ہوٹل ، ریستوران اور کینٹین بھی جابجا کھول دیئے گئے ہیں ۔

گھریلو صنعتیں بھی خاصا زرمبادلہ حاصل کر لیتی ہیں ۔ مثلاً صف بافی ،

ھاتھ کے بنے ھوئے کپڑے ، زیورات ، ،راشی سامان وغیرہ ۔ یہاں پر لاکھ کے رنگوں کا کام نہایت عمدہ ھوتا ہے ۔ یہ لکڑی پر خراد کے ذریعے کیا جاتا ہے ۔ چٹائیاں جو ایک خاص گھاس " ھا " سے بنی جاتی ھیں ، بہت عمدہ اور خوبصورت ھوتی ھیں ۔ کچھ لوگ چٹائیوں کے ساتھ ساتھ ٹوکریاں بھی بنتے ھیں ۔

یہاں کی مقامی زبان دویہی ہے ۔ جو دراصل سنبھالی زبان کا ایک لہجہ ہے اس زبان پر اسلام کا اثر گہرا ہے ۔ بے شمار عربی الفاظ بتغییر یسیر اس زبان میں داخل ھو چکے ھیں ۔ ۔

عام طور سے لوگ جملوں میں اللہ اور اللہ کی صفات کا ذکر اکثر کرتے ھیں رھتے ھیں ۔ اور کم و بیش بہت سے لوگ عربی بآسانی پڑھ لیتے ھیں ۔ ۔ قرآن کریم کی قرأت کا بطور خاص اھتمام ہے ۔ لوگ مولود شریف کے قائل ھیں اور اس سلسلے میں محفلیں منعقد کی جاتی ھیں ۔ روشنی اور خوشبوؤں کا اھتمام کیا جاتا ہے ۔ اور ایسے موقعوں پر کھانا اور مشروبات تقسیم کیے جاتے ھیں ۔

لوگ کچھ کچھ ضعیف الاعتقاد بھی ھیں ۔ توھم پرستی کے آثار ملتے ھیں ۔ مثلاً یہ کہ جمعرات کو شام کے وقت یہاں کے باشندے کسی کو کوئی چیز ادھار نہیں دیتے ۔ مچھلی کے شکار پر جانے والوں کو السلام علیکم نہیں کہا جاتا ۔ یہ شگون اچھا نہیں ، اسی طرح سفر پر جانے والے کو کوئی ھاتھ نہیں لگاتا ۔ کرسی یا چارپائی پر بیٹھ کر ٹانگیں ھلانا برا شگون سمجھا جاتا ہے ۔ ان کے عقیدے کے مطابق اگر کسی روزہ دار کو چوٹ لگ جائے اور کچھ خون بہ جائے تو روزہ ٹوٹ گیا ۔ بیماریوں کا علاج تعویذ گنڈے سے کرتے ھیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

اب بجلی (الیکٹرک سٹی) کا انتظام ھو چکا ہے ۔ سڑکیں بن چکی ھیں ۔ وائرلیس ، ٹیلیفون ، ریڈیو ، ٹی وی ، اخبارات ، ، اور چھاپہ خانے کافی کچھ سہولتیں اور آسائشیں مہیا ھو چکی ھیں مگر لوگ ابھی تک افلاس کی زندگی بسر کرتے ھیں ۔ پھر بھی یہ لوگ صابر اور قناعت پسند ھیں ۔ اور کبھی کبھی کہہ دیتے ھیں کہ ھم محنت کرکے چیزیں لاتے ھیں ۔ اور اجنبی لوگ ھمیں یونہی لوٹ کر لے جاتے ھیں ۔ یہاں روپیہ چلتا ہے ، جو قیمت میں پاکستانی اٹھنی کے برابر ہے مگر اب مالدیپ کے سکے کی قیمت سات روپے پچاس پیسے ایک یو ۔

ایس ڈالر کے برابر ہے۔

جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔ عام دفاتر آٹھ نو بجے سے بارہ ایک بجے تک کھلتے ہیں۔ سٹیٹ بنک آف انڈیا اور حبیب بنک آف پاکستان کام کرتے ہیں۔ اس وقت پاکستان ، انڈیا ، لیبیا ، سری لنکا اور عراق کے سفارت خانے مالدیپ میں مصروف کار ہیں۔

اقالیم مالدیپ (اٹول مالدیپ)

اقلیم	جزیرہ انتظامیہ	فاصلہ
۱ ۔ " ھا " الف	ددھو	۳۳۰ کیلومیٹر
۲ ۔ " ھل " دال	نولیورن فرؤ	۳۸۵ کیلومیٹر
۳ ۔ " شادیانی "	فرؤ کولو منھو	۱۹۵ کیلومیٹر
۴ ۔ " نون "	منادھو	۱۸۵ کیلومیٹر
۵ ۔ " را "	اگو فارو	۱۳۵ کیلومیٹر
٦ ۔ " با "	آلڈھا فری	۱۳۵ کیلومیٹر
۷ ۔ " لاویانی "	ناءفرو	۱۳۵ کیلومیٹر
۸ ۔ " کاف "	مالے ۔ ھلولہ	مالے
۹ ۔ " الف "	ماھی بدھو	۷۵ کیلومیٹر
۱۰ ۔ " واؤ "	فلیدو	۷۵ کیلومیٹر
۱۱ ۔ " میم "	مولی	۱۳۵ کیلومیٹر
۱۲ ۔ " فا "	مگدھو	۱۲۵ کیلومیٹر
۱۳ ۔ " دال "	کداھودو	۱٦۵ کیلومیٹر
۱۴ ۔ " تا "	ومندو	۱۹۵ کیلومیٹر
۱۵ ۔ " لام "	ھتا دو	۲۳۰ کیلومیٹر
۱٦ ۔ " گاف " الف	ولینگلی	۲۲۰ کیلومیٹر

١٧ ـ « گاف » الف	هور تینادو	٣٢٠	کیلومیٹر
١٨ ـ « تاویانی»	ملاکر	٣٩٥	کلیومیٹر
١٩ ـ « سینو »	هتادو	٥٢٥	کیلومیٹر
١٣ ـ « تا »	ومندو	١٩٥	کیلومیٹر

مـــآخـــذ

(١) ـ بطلمیوس (GEOGRAPHIA . انٹورپ ، ١٦٢٣ .

(٢) ـ احمد بن یحیی البلاذری : فتوح البلدان ، قاهره ١٩٠١ .

(٣) ـ المسعودی : مروج الذهب (طبع پیرس).

(٣) ـ البوالحسن الجرجانی : مجمل التواریخ .

(٥) ابوریحان البیرونی : کتاب الهند

(٦) ـ ابن بطوطه : الرحلة ، بیروت ١٩٣٧

(٧) ـ پری آرڈ : Voyage ، لندن ١٨٨٧ ـ ١٨٩٠ .

(٨) ـ ڈارون : Structure and Distribution of Coralreep ، لندن ١٨٣٢

(٩) ـ بیل (H .C . P. Bell) 1940 , Report on Maldives . ١٩٣٠ .

(١٠) ـ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا ، (١٥ واں ایڈیشن)

(١١) ـ انسائیکلوپیڈیا امیریکانا ، ١٩٧١ ـ

(١٢) ـ کولیئرز انسائیکلوپیڈیا (طبع میکملن ـ لندن ـ نیویارک) ـ

(١٣) ـ ناصره اقبال : مالدیپ (پاکستان ٹائمز لاهور ، ٢٥ فروری ١٩٨٣ ء)

(١٣) ـ غالب لطیف : Republic of Mldives (پاکستان ٹائمز لاهور ، ١٣ نومبر ١٩٨١ ء

(١٥) ـ غالب لطیف : مشرق کا وینس (نوائے وقت، لاهور ، ٦ نومبر ١٩٨١)

(١٦) ـ آدم مانیکو وغیره : Discover of Mldives ، مالدیپ ١٩٧٧ء